ڈاکٹر مولانا حافظ صالح الدین حقانی
چیئرمین، شعبہ اسلامیات عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

نشانِ عظمت ماضی

نہیں تیری طرح کوئی وفاؤں کے نبھانے میں

اس دنیا میں کسی کو دوام نہیں، جانا تو ہر ایک کو ہی ہے لیکن موت موت میں فرق ہے۔موت اگر کسی کے آنگن میں آئے تو ایک ہی مرتا ہے لیکن عزرائیل علیہ السلام اگر کسی نابغہ روزگار شخصیت کے دروازے پر دستک دے دے تو ایک نہیں پوری قوم کا جنازہ اٹھتا ہے۔

بروز جمعہ بتاریخ ۳۰ اکتوبر، ۲۰۱۵ء موبائیل فون پر اکثر احباب کی طرف سے ایک ہی خبر آنا شروع ہوئی کہ شیخ الحدیث استاذی حضرت علامہ مولانا سیّد ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب انتقال فرما گئے ہیں. انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون،اللّٰھمّ اجرنی فی مصیبتی وخلف لی خیرا منھا اوردتو دل ہی دل میں کرتا رہا یہاں تک کہ اس حقیقت کی تصدیق اپنے شاگرد رشید مفتی رحیم داد سے کرا کر درد والم کی کیفیت کا سلسلہ شروع کرایا۔آنسوؤں کے ایک بے اختیار سمندر کی شروعات ہوئی ۔رات کو بستر پر کروٹیں بدل بدل کر دورہ حدیث والے سال کی یادیں، صحیح بخاری (جلد ثانی) اورسنن الترمذی کے دروس،حضرت کی فصاحت و بلاغت، بہترین تطبیقات،ضرب الامثال اور روزانہ درس کے بعد حضرت کی دارالعلوم والی کوارٹر میں خصوصی نشست، کی یادوں میں محو تھا کہ منادی نے صبح کی نماز کے لیے اذان دی،فرض پڑھنے کے بعد خادم سمیت دار العلوم روانہ ہوا،اشراق کے وقت دارالعلوم حقانیہ پہنچا، تھوڑی ہی دیر میں حضرت کی لاش مبارک کو زائرین کے آخری دیدار کے لیے طلبا اور خدام کے ایک جمّ غفیر کے ساتھ لا یا گیا۔راقم نے دیدار اورطویل مراقبہ کے بعد دار العلوم کی زیر تعمیر تہہ خانے کی طرف رخ کیا تا کہ مہتمم و استاذ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کے ساتھ تعزیت کیا جائے،جو ہی ہال پر نظر پڑی جناب مہتمم صاحب ایک کرسی پر جلوہ افروز ہیں جناب عبد القیوم حقّانی صاحب کے ہاتھ میں مائیک ہے پوری دنیا سے اکابر علماء، ممتاز دانشور حضرات، صحافی، بیرونی مما لک کے سفیر، قبائلی عمائدین اور طلباء کرام تشریف لا رہے ہیں حضرت حقانی صاحب تین تین منٹ کا موقع مقررین کو دے رہے ہیں ۔اسی گفتگو میں ہم نے حضرت کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات ایک دوسرے کے ساتھ شیر بھی کیے۔آج ایسے ہی چند لمحات ''الحق'' کے قارئین کے ساتھ شیئر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

پہلی شناسائی

راقم الحروف نے ۱۹۹۹ء میں جب موقوف علیہ مدرسہ انوار محمدیہ بازار شہیدان مردان میں شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد خاص استاذی ومرشدی شیخ الحدیث، بقیۃ السلف مولانا مطلع الانوار صاحب دامت برکاتھم کے ساتھ مکمل کیا۔تو بندہ کی ذاتی میلان اسی ہی مدرسہ میں دورہ حدیث کا تھا،لیکن جب استخارہ کیا گیا اور حضرت کوخواب سنایا گیا توانھوں نے فرمایا،''میری ذاتی رائے بھی یہی تھی جو کہ استخارے میں بالکل واضح ہوئی کہ آپ مرکز علم، دیوبند ثانی جامعہ حقّانیہ اکوڑہ خٹک جائیں کیونکہ وہاں جو کچھ آپ کو حاصل ہوگا وہ برکات آپ کو کسی بھی جگہ حاصل نہیں ہوسکتیں اور مزید فرمایا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ میرے جلالین کے استاذ تھے،میری خواہش یہی ہے کہ آپ اس موقع کو ضائع نہ کریں،ساتھ ہی شیخ الحدیث جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتھم کے نام ایک تفصیلی خط بھی دیا......المختصر جامعہ حقانیہ میں درجہ دورہ حدیث میں داخلہ مل گیا اور احاطہ مدنیہ کے چوتھی منزل کمرہ ۱۲۳ میں اقامت اختیار کی۔

جامعہ حقانیہ کے آنکھوں دیکھے برکات کا ادراک واعتراف

علماء امت کا تو اس حقیقت پر اجماع ہے کہ جامعہ حقانیہ روحانی انوار و برکات کا ایک عظیم مرکز ہے اور ہر طالب علم اپنی حیثیت کے مطابق علم وعمل کی خوشبو لے کر اس کو پوری دنیا کے اندر بانٹنے میں مصروف عمل ہوتا رہتا ہے۔کوئی میدان ایسا نہیں ہوگا جس میں اس مادر علمی کا سپاہی اپنے حصے کا کام نہیں کررہا ہو من شاء فلیجرّب۔

ڈاکٹر صاحبؒ کا مروّجہ دنیوی تعلیم ڈاکٹری کی طرف عدول: ایک منفرد انوکھا واقعہ

روزانہ درس ''صحیح البخاری'' کے بعد راقم کا اپنے چند اور ساتھیوں سمیت آپ کے کمرے میں ایک خصوصی نشست کا بلاناغہ اہتمام ہوا کرتا تھا۔حضرت تھوڑی سا سکھ کا سانس لیکر ہمارے انفرادی سوالات کا جوابات اور کچھ ملفوظات عرض فرمایا کرتے تھے۔میری ایک کمزوری تھی جو کہ اب بھی ہے کہ ہر چیز کو قید تحریر میں لانے اکا اہتمام کرتا ہوں (حضرت کے دروس اور دیگر اصلاحی بیانات کا وافر ذخیرہ اب بھی موجود ہے)استاذ محترم جب موڈ میں ہوا کرتے تھے تو بعض عجائب وغرائب اور اپنی انفرادی تجربات سے ہمیں بہرہ ور فرمایا کرتے تھے۔

لفظ ڈاکٹر پر دلچسپ لطیفہ

''یہ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ کی ۲۴ تاریخ کا واقعہ ہے کہ استاذ محترم کا کراچی کے ایک سفر سے واپسی ہوئی ہے جس میں آپ کے ساتھ اُستاذ محترم شیخ الحدیث مولانا حسن جان شہیدؒ سمیت دیگر علما بھی تھے۔جب راقم نے آپ سے سفر کی عافیت کی بابت پوچھا تو فرمایا الحمد للہ بہت دلچسپ سفر رہا۔ہاں دوران سفر جہاز میں ہمارے ایک

ساتھی کو شدید سر کا درد لاحق ہوا۔لیکن مولانا حسن جان کا اللہ بھلا کریں انہوں نے اپنی ہینڈ بیگ سے انجکشن نکال کر اپنے ہاتھوں سے لگا یا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کو کافی افاقہ ہوا۔۔یار مجھے انجکشن لگانا نہیں آتا ہے اور مولانا حسن جان کو آتا ہے......پھر فرمایا چند ہفتے پہلے گھر میں ایک بوڑھی خاتون ہاتھ میں کچھ دوائی پکڑے آگئی اور کہنے لگی مجھے ڈاکٹر صاحب سے یہ ادویات چیک کرانی ہیں۔جب مجھ سے ملاقات کرائی گئی تو میں نے معذرت کرلی اور کہا کہ ابئی زه هسپتالی ډاکټر نه یم ،پی ایچ۔ڈی ډاکټر یم یعنی محترمہ: میں پی ایچ۔ڈی ڈاکٹر ہو،انگریزی ادویات سے کوئی واقفیت نہیں ہے۔و علی کلّ حال،دل ہی دل میں کہنے لگا کاش؛اگر اس فن کی کچھ شُد بُد ہوتی تو خدمت کا یہ موقع بھی ضائع نہ ہونے دیتا' حضرت کی ان دونوں واقعات کو غنیمت سمجھ کر میں نے عرض کیا کہ ''شیخ صاحب! میں اس ہی کمرے کے اندر آپ کو اس فن کی ا۔ب۔ت سکھانے کے لیے تیار ہوں......

اس کے بعد حضرت والا سے بہت قریبی مراسم پیدا ہوئے۔آپ نے سفر اور حضر میں ساتھ رہنے کے مواقع دیے،ہر موقع پر کمال درجے کا شفقت فرماتے رہے...... یہاں تک کہ میری دورہ حدیث سے فراغت پر میرے انفرادی دستار بندی کے لیے میرے دیگر اساتذہ جناب شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ بابا جی صاحب،جناب دیر بابا جی صاحب جناب حافظ شوکت صاحب سمیت آپ بھی تشریف لائے۔

مجھے دیگر وصایا کے ساتھ آپ نے فرمایا تھا کہ مولانا تحقیقی ایشو کو مدنظر رکھ کر کسی بھی یونیورسٹی سے علوم اسلامیہ میں ایم فل اور پی ایچ۔ڈی ڈگریاں حاصل کرنے کی جستجو ضرور کروں ان شاء اللہ عالمی سطح پر اللہ تعالیٰ آپ سے دین متین کا کام لے گا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

آپ کی دعا میرے حق میں لفظ بہ لفظ قبول ہوئی اور آج اللہ تعالیٰ عالمی سطح پر ناچیز سے دین متین کی خدمت لے رہا ہے۔

ایک مجازی عاشق کو منظوم عربی کلام میں حضرت شیخ کی نصیحت کا ایک واقعہ:

یہ ۲۰۰۵ء کی بات ہے کہ میں اسلام آباد سے آرہا تھا میرے ساتھ ایک دوست بھی گاڑی میں تھا جو مجنون جیسے مجازی عشق میں سرگرداں تھا۔میں نے اسے کہا کہ آپ کے مرض کا علاج تو میں نہ کرسکا البتہ میرے ایک شیخ ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب جامعہ کے شیخ الحدیث اور ہمارے بزرگ ہیں ان سے بذریعہ فون وقت لیتا ہوں اگر انہوں نے وقت دیا تو راستے میں آپ کو ملواؤں گا۔حضرت کو جب فون کیا تو فرمایا ضرور تشریف لائیں اور رات کا کھانا اکٹھے کھائیں گے۔

جوں ہی ہم پہنچے حضرت نے کمال درجے کی شفقت کا مظاہرہ فرمایا۔ضیافت کے بعد ''عاشق'' کی

داستان کو تفصیل سے سننے کے بعد ان کو ایسی نصیحت کی اور جنّت کے حوروں کا ایسا تعارف کرایا کہ یہ نوجوان اس ہی مجلس میں تائب ہوا اور جب ہم اجازت لینے والے تھے تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ڈائری نکالیں تا کہ جاتے جاتے ایک تحفہ دوں اور راستے میں اس کا ترجمہ اپنے ساتھی کو بھی کریں۔آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مندرجہ ذیل اشعار لکھ دیے......

یامعشر العشاق بالله خبروا　　اذا هل عشق بالفتى كيف يصنع

يداوى هواه ثم يكتم سره　　ويخضع فى كل الامور ويخشع

إذا لم يجد صبراً لكتمان سره　　فليس له شيء سوى الموت ينفع

سمعناو أطعنا متنا فبلغوا　　سلامى الى من كان للوصل يمنع

میری ایک کتاب پر کلمات تبریک وتحسین کی بابت کمال شفقت کا ایک عظیم مظاہرہ

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی دعوتی منہج اور آپ کے احسانی خصوصیات سے استفادے کی نیت کو مدنظر رکھ کر ۱۵۵ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ جب لکھا اور حضرت کے سامنے پیش کر دیا تو انہوں نے کمال شفقت کا اظہار فرمایا اور ایک عمدہ تقریظ تحریر فرمائی۔

حرف آخر

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے شیخ و مرشد نوّر اللہ مرقدہ کا سانحہ ارتحال امت مسلمہ کے لیے اور بالخصوص حضرات علماء کرام، مجاہدین عظام، طلبہ کرام، دینی و مذہبی جماعتوں اور مدارس خصوصاً مادرعلمی حقّانیہ اکوڑہ خٹک کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔اس حالت میں حضرت الشیخ کے سایہ کا ہم سے اٹھ جانا جب کہ امّت کا شیرازہ ہر طرف بکھرا ہوا ہے، جو سب پر سائبان کی طرح تھا، جس سائے کے نیچے ہر ایک اپنے آپ کو ایک مرکز سے وابستہ اور منسلک سمجھتا تھا۔اب جہاں جامعہ حقّانیہ کے در و دیوار اُداس اُداس اور حضرت کے اہل خانہ ومتوسّلین غمزدہ ہیں تو وہاں ہر آدمی کا دل اس جان لیوا فراق سے مضطرب، چہرہ افسردہ اور آنکھیں پرنم ہیں......

کہاں سے لائے گی دنیا تیرا ثانی زمانے میں　　نہیں تیری طرح کوئی وفاؤں کے نبھانے میں

اگر کہا جائے کہ آپ اس قحط الرجال میں بلا شبہ اسلاف و اکابر کی یادگار، تقوی و طہارت، عجز وانکسار، خشیت وخدا خوفی، زہد و اخلاص، فضل و کمال، معصومیت اور سادگی، تحقیق اور علم وعمل کے اعتبار سے گویا قرون اولیٰ کے قافلے کے بچھڑے ہوئے ایک مسافر تھے جو اپنی حیات مستعار کے ایام پورے کر کے اپنے پیش رو قافلے سے جا ملے تو بے جا نہ ہوگا۔